سُبُلُ الرَّشاد

دفتر: ۸

محمد مجدد القادری

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ

وہ تو نصیحت ہی ہے سارے جہان کیلئے

اس کے لیے جو تم میں سے سیدھا ہونا چاہے

سورۃ التکویر پارہ ۳۰

سُبُلُ الرَّشاد

دفتر: ۸

رجب المرجب :۔ ۱۴۳۷ : مئی : ۲۰۱۶

سی حرفی شریف	۵
ارمغانِ گلشن عظیم	۷
فضائل درود شریف	۱۳
حضرت خواجہء عالم قدس سرہ کا نظریہء بیعت	۱۹
حدیثِ دلبراں	۳۴

دفتر: ۸

حروف ساز مظہر علم لیب

ناشر خانقاہِ سلطانیہ گلشن عظیم، جہلم

مطبع ناصر رضوان پرنٹنگ، امین پور بازار، فیصل آباد

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا سُبُلَ الرَّشَادِ وَاھْدِنَا وَحَسِّنْ خُلُقَنَا
وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا وَاجْعَلِ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰى دَارَنَا

"اے اللہ! ہدایت کے رستوں کی طرف ہماری رہنمائی فرما
اور ہمیں ہدایت عطاء فرما، اور ہمارے اخلاق اچھے بنا
اور جو کچھ تو نے ہمیں عطاء کیا ہے اس میں برکت عطاء فرما
اور فردوسِ اعلیٰ کو ہمارا مسکن بنا"

حضور قبلہ عالم خواجہ محمد سلطانِ عالم قدس سرہ کے چند ملفوظات

☆ رمضان المبارک اگر نماز، روزہ، تلاوت قرآن مجید اور دیگر اوراد وظائف پر پابندی کے ساتھ گزارا جائے، تو اِن شَاءَ اللہ پورا سال برکت سے گزرتا ہے۔ لہٰذا رمضان شریف کے دوران بغیر کسی شدید مجبوری کے سفر اختیار نہ کیا جائے۔

☆ جو ہمارے پاس آئے، اسے چاہیے کہ وہ خانقاہ شریفہ اور مسجد کی حدود میں ہمارے پاس رہے۔ اسے بغیر ضرورت باہر جانے کی اجازت نہیں۔

☆ دنیا دارُ الاسباب ہے، ہر کام کسی سبب سے بندھا ہوا ہے۔ ہوسکتا ہے کوئی دنیوی غرض دین داری کا سبب بن جائے۔

☆ درویش لا طامع، لا مانع اور لا جامع ہوتا ہے۔ یعنی درویش کو کسی دنیوی چیز کی حرص اور لالچ نہیں ہوتی، اور جو چیز بن طلب کئے مل جائے اس کے وصول کرنے سے انکار نہیں کرتا اور مال دنیا کو جمع نہیں کرتا۔

☆ جھوٹ سے بچنا، رزقِ حلال اور نماز کی پابندی ہی ولایت ہے۔

☆ باطن کی ترقی کا انحصار صدقِ مقال اور اکلِ حلال میں ہے۔ اس کے علاوہ حضرت شارع کی کامل اتباع اور احکامِ شریعت کی مکمل پابندی، بنیادی شرائط ہیں۔ شریعتِ مطہرہ کی پابندی کے بغیر اگر مختلف اور گوناگوں احوال مشاہدہ میں آئیں تو ان کا کوئی اعتبار نہیں، وہ سب بے سود اور بے کار ہیں۔

آفتاب مشائخ، ج:۱، ص: ۴۸۳ تا ۴۸۹

ی

یاد رکھیں دل شاد رکھیں میری بخش کے سب خطا اللہ
دے کے ذائقہ اپنے شوق والا کریں جام وصال عطا اللہ
بخش خاص شہود دی پاک لذت میری لائیکے سب غِطا اللہ
نبی پاک حبیب شفیع کر کے عالم شاہ نوں دئیں لِقا اللہ

اے اللہ عزوجل! (برائے کرم) مجھے یاد رکھنا اور میرا دل خوش کرنا، میری سب خطائیں بخش کر، اپنے عشق ومحبت والا ذائقہ دے کر، مجھے جام وصال عطا فرمانا میرے (دل) سے سارے حجابات دور کر کے، اپنے مشاہدہ کی پاک لذت بخش دینا، اپنے حبیب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول کر کے، عالم شاہ کو شرف دیدار وملاقات بخشنا۔

حل لغات: شاد۔ (فارسی)۔ خوش۔شوق۔ (عربی)۔ آرزو، رغبت، جوش، محبت، صوفیہ کی اصطلاح میں اس سے مراد سالک کے دل کا محبوب حقیقی کے دیدار وملاقات کے لیے جوش میں آنا۔ جام۔ (فارسی)۔ پیالہ، ساغر وصال۔ (عربی) دوست یا محبوب سے ملنا، اس کی ضد فراق (جدائی) ہے صوفیا کی اصطلاح میں سالک کا اپنی ہستی اور خودی کو فراموش کر دینا تا کہ وصال حق کا جام نوش کرے۔ غِطا۔ (عربی)۔ پردہ، حجاب اصطلاح میں غطا سے مراد وہ حجابات ہیں جو بندے اور حق تعالیٰ کے درمیان حائل ہیں۔ شفیع۔ (عربی)۔ شفاعت کرنے والا۔ لقا۔ (عربی)۔ ملاقات، دیدار، اصطلاح تصوف میں حق تعالیٰ کا اس شان کے ساتھ ظہور فرمانا کہ بندے کو یقین آجائے کہ جس ہستی کا دیدار کر رہا ہے وہ محبوب حقیقی ہی ہے۔

ی

یار نوں اوہ منظور جیہڑے سر سٹ کے وچہ حضور رہندے
سر چان والے مسلمان ماہیا وصل یار دے تھیں دور دور رہندے
جیہڑے دل دلدار نوں دے بیٹھے کد حور قصور تے چھور رہندے
عالم شاہ مشہود جاں ہووے کامل کتھے نور ظہور تے طور رہندے

اے دوست ! محبوب حقیقی کے ہاں وہی لوگ منظور نظر ہوتے ہیں، جو اس کی بارگاہ میں سر جھکا کر رہتے ہیں، (بے نیازی سے) سر اٹھانے والے مسلمان، محبوب حقیقی کی ملاقات سے محروم رہتے ہیں، جو (عشاق) محبوب حقیقی کو دل دے بیٹھتے ہیں، وہ کہاں حور، قصور اور غلمان کے ساتھ خوش رہتے ہیں، عالم شاہ جب حق کا جلوہ پورا نظر آئے تو پھر نور، ظہور اور (کوہ) طور کہاں (سلامت) رہتے ہیں۔

حل لغات: سر سٹ کے ۔ سر جھکا کر وچہ حضور ۔ خدمت میں ماہیا ۔ اے دوست آخر میں الف ندائیہ ہے۔ وصل۔ (عربی)۔ ملاقات۔ یار۔ دوست یہاں پر محبوب حقیقی مراد ہے۔ کد ۔ کب۔ صور۔ (عربی)۔ قصر کی جمع ہے محلات۔ چھور ہندی) لڑکا یہاں مراد غلمان جنت ہے۔ مشہود۔ (عربی) صوفیہ کی اصلاح میں موجودات میں جلوہ حق کا نظر آنا۔ جاں۔ جب، جس وقت۔ طور۔ (عربی)۔ طور کا پہاڑ وہ پہاڑ جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلی ڈالی۔

ارمغانِ گلشن عظیم

ہادیٔ وحدت حضرت حاجی پیر صاحب اعلی اللہ درجاتہ فی الفردوس الاعلی کی حیات مبارکہ مختلف انواع کی کثیر مصروفیات سے پُر تھی اس کے باوجود زمانہء طالب علمی سے لے کر آخر عمر تک مطالعہ کا شوق دامن گیر رہا، اسی شوق کی بدولت ہزاروں کتابیں خریدیں جو آپ کے زیر مطالعہ رہیں عادت مبارکہ تھی کہ اہم نکات کا خلاصہ کتاب کے آغاز یا اس کے حواشی پر تحریر فرمادیتے یہ تمام تحریریں آپ کا حاصل مطالعہ ہیں، ارمغان گلشن عظیم کے عنوان کے تحت ان کا انتخاب ہدیہ قارئین ہے، یہ آپ کا علمی اور روحانی تبرک ہے اللہ کریم آپ کے فیوضات عام فرمائے اور امت مسلمہ کے لئے مینارۂ نور بنائے۔ ادارہ

وجوب تبلیغ العالم الحق ۱۸۵/۲

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ م بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ۔

بے شک جو چھپاتے ہیں ان چیزوں کو جو ہم نے نازل کیں روشن دلیلوں اور ہدایت سے اس کے بعد بھی کہ ہم نے کھول کر بیان کر دیا انہیں لوگوں کے واسطے (اپنی) کتاب میں، یہی وہ لوگ کہ دور کرتا ہے انہیں اللہ تعالی (اپنی رحمت سے) اور لعنت کرتے ہیں لعنت کرنے والے۔ (بقرہ۔۔۱۵۹)

اس آیت کی تحقیق یہ ہے کہ عالم جب علم کو چھپانے کا ارادہ کرے گا تو نافرمان ٹھہرے گا اور جب علم چھپانے کا ارادہ نہ ہو تو تبلیغ لازم نہیں جبکہ اسے معلوم ہو کہ غیر کے پاس یہ علم ہے، اور جس سے کوئی بات پوچھی جائے تو اس آیت اور حدیث کے رو سے اس پر تبلیغ کرنا واجب ہے اور کافر کو قرآن اور علم سکھانا

جائز نہیں جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائے۔

اسی طرح جھگڑالو بدعتی اور بے جا بحث ومباحثہ کرنے والے کو تعلیم دینا جائز نہیں تا کہ وہ اہل حق سے جھگڑا نہ کر سکے اور کسی کے مخالف و مدمقابل شخص کو ایسی دلیل و حجت نہ سکھائی جائے جس کے ذریعے وہ اپنے مخالف کا مال ظلما حاصل کر لے اور بادشاہ کو ایسی تاویل نہ سکھائے جس کے ذریعے وہ رعایا کو تکلیف میں مبتلا کر دے اور بے وقوف واحمق لوگوں میں کسی ایسی دینی رخصت کو نہ عام کرے کہ وہ اس کو ممنوعات شرعیہ کے ارتکاب اور واجبات کے ترک کا راستہ بنالیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ:

لَاتَمْنَعُوا الْحِكْمَةَ اَهْلَهَا فَتَظْلِمُوْهُمْ وَلَاتَضَعُوْهَا فِيْ غَيْرِ اَهْلِهَا فَتَظْلِمُوْهَا

حکمت کو اس کے اہل سے مت روکو ورنہ تم ان پر ظلم کرو گے اور نا اہل لوگوں کو حکمت نہ سکھاؤ ورنہ تم حکمت پر ظلم کرو گے۔

لا تعلقوا الدر في اعناق الخنازير ۱۸۵/۲

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَاتَعَلَّقُوا الدُّرَّ فِيْ اَعْنَاقِ الْخَنَازِيْرِ۔

موتیوں کو خنازیر کی گردنوں میں نہ لٹکاؤ۔

یعنی ایسے شخص کو فقہ کی تعلیم نہ دو جو اس کا اہل نہیں۔

مآل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف امتی رحمۃ ۱۵۹/م

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا۔

(آل عمران۔۔۱۰۳)

وَلَا تَفَرَّقُوْا یعنی تم اپنے دین میں جدا جدا نہ ہونا جیسا کہ یہود و نصاریٰ اپنے ادیان میں جدا جدا ہو گئے، یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور یہ معنی مراد لینا بھی جائز ہے کہ مختلف اغراض اور خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے جدا جدا نہ ہو جانا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کے سلسلہ میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ تو وہ ان کے لیے باہمی قطع تعلقی اور باہمی عداوت و دشمنی سے ڈھال اور روکنے کا ذریعہ بن جائے گا اور اس کا مابعد ارشاد گرامی اسی پر دلالت کرتا ہے اور وہ یہ ہے:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا۔

اور یاد رکھو اللہ کی اس نعمت کو جو تم پر اس نے فرمائی۔ جب کہ تم آپس میں دشمن تھے پھر اس نے الفت پیدا کر دی تمہارے دلوں میں تو اس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے۔

اور اس میں فروعات میں اختلاف کے حرام ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کوئی اختلاف نہیں، جبکہ اختلاف وہ ہوتا ہے جس کے ہوتے

ہوئے آپس میں محبت و احترام جاتا رہے اور مل کر رہنا دشوار ہو جائے اور رہا مسائل اجتہادیہ کا حکم، تو ان میں اختلاف فرائض اور معانی شرع کی باریکیاں اور لطائف نکالنے اور مستنبط کرنے کے سبب ہوتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پیش آنے والے حوادث وواقعات کے احکام میں مسلسل اختلاف بھی کرتے رہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے سے محبت والفت سے پیش بھی آتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایسے ہی اختلافات کے بارے میں) فرمایا:

اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ۔

میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایسے اختلاف سے منع فرمایا ہے جو جھگڑے اور فساد کا سبب بنے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ۔

آراستہ کی گئی لوگوں کے لئے ان خواہشوں کی محبت یعنی عورتیں اور بیٹے اور خزانے جمع کیے ہوئے سونے اور چاندی کے اور نشان زدہ گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی۔ (آل عمران۔۔۱۴)

من النساء۔۔ان کی عادت اور رویہ کی وجہ سے لوگوں کا کثرت سے ان کی طرف میلان اور جھکاؤ ہوتا ہے، کیونکہ وہ شیطان کا جال (پھندا) اور مردوں کے لئے فتنہ ہیں۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَاتَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَشَدَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر کوئی شدید فتنہ نہیں چھوڑا۔ (صحیح بخاری۔باب مایتقی من شوم المرأۃ۔حدیث۔۴۷۰۶۔)

پس عورتوں کا فتنہ تمام اشیاء سے زیادہ شدید اور سخت ہے۔عورتوں میں دو فتنے ہیں اور اولاد میں ایک فتنہ ہے اور وہ دو فتنے جو عورتوں میں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قطع رحمی تک پہنچا دیتا ہے، کیونکہ عورت اپنے خاوند کو اپنی ماؤں اور بہنوں سے تعلقات ختم کرنے کا حکم دیتی ہے۔دوسرا یہ ہے کہ آدمی حلال وحرام مال جمع کرنے میں مبتلا ہو جاتا ہے اور رہی اولاد تو ان میں صرف ایک فتنہ ہے اور وہ یہ کہ ان کی خاطر آدمی مال جمع کرنے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

فی ماء الکمأۃ شفاء للعین ص ۶۰۹

وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى (بقرہ ۵۷)

اور اتارا تم پر من وسلوی

اَلْمَنّ کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کیا ہے اس کی تعیین کئی اقوال پر ہے۔

بعض نے کہا: ترنجبین ہے یہ نحاس نے ذکر کیا ہے۔ الطرنجبین (طا کے ساتھ) یہ اکثر مفسرین کا قول ہے۔

بعض نے فرمایا: شہد ہے۔ بعض نے فرمایا: میٹھی شراب ہے۔

بعض نے فرمایا: باریک روئی ہے۔ یہ وہب بن منبہ سے مروی ہے۔

بعض نے فرمایا: کہ "اَلْمَنّ" مصدر ہے جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر بغیر تھکن اور کھیتی باڑی کے احسان فرمایا اس تمام کو شامل ہے۔

اور "اَلْمَنّ" کے بارے میں سعید بن زید بن عمر بن نفیل کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلْكُمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَمَاءُ هَا شِفَاءٌ لِّلْعَیْنِ ۔ صحیح بخاری رقم ۴۱۱۸

کھمبی اس من میں سے ہے جو اللہ تعالی نے بنی اسرائیل پر نازل کیا کھمبی کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے۔

ابو عبیدہ نے کہا: کھمبی کو "اَلْمَنّ" کے ساتھ تشبیہ دی ہے کیونکہ اس میں بیج ڈالنے، پانی لگانے اور دیکھ بھال کرنے کی مشقت نہیں۔ پس یہ کھمبی بنی اسرائیل کے من سے ہے کیونکہ یہ بغیر مشقت کے ملی تھی۔

فضائل درود شریف

صاحبزادہ مولانا عبدالسلام صاحب صدیقی حفظہ اللہ
کی درود شریف کے متعلق زیر ترتیب کتاب سے اقتباسات

ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔"

علامہ ابن فرحون قرطبی رحمہ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

حضور نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام پر درود شریف پڑھنے کے دس فوائد ہیں:

۱..... اللہ تعالیٰ کی رحمت۔

۲..... نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی کی شفاعت

۳..... ملائکہ کرام کی اقتداء۔

۴..... منافقین اور کفار کی مخالفت

۵..... جرائم اور گناہوں کی معافی

۶..... ضرورتوں اور حاجتوں کا برآنا

۷..... ظاہر و باطن کی تورانیت

۸..... جہنم سے نجات

۹..... جنت میں داخلہ

۱۰..... رب رحیم وغفار جل جلالہ کا سلام

مطالع المسرات مترجم ص: ۷۰،۷۱

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کو لکھتے وقت درود شریف پڑھنا اور درود پاک پورا لکھنا

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لکھے تو اپنی انگلیوں سے پورا درود شریف لکھے۔ کیوں کہ اس میں بہت بڑا ثواب اور فضیلت ہے۔ بعض صرف اشارہ کر دیتے ہیں جیسے ''صلعم'' لکھ دینا۔ وہ شخص سست جاہل اور غافل ہے۔

امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ كَمَا تُصَلِّيْ عَلَيْهِ بِلِسَانِكَ فَكَذَالِكَ خُطَّ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ بِبَنَانِكَ مَهْمَا كَتَبْتَ اسْمَهُ الشَّرِيْفَ فِيْ كِتَابٍ فَاِنَّ لَكَ بِهٖ اَعْظَمُ ثَوَابٍ وَهٰذِهٖ فَضِيْلَةٌ يَّفُوْزُ بِهَا اَتْبَاعُ الْاٰثَارِ وَرُوَاةُ الْاَخْبَارِ وَحَمَلَةُ السُّنَّةِ۔

جان لے جیسے تو اپنی زبان سے آپ پر درود بھیجتا ہے اسی طرح جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف لکھے تو اپنی انگلیوں سے بھی درود شریف لکھا کر۔ کیوں کہ اس میں بہت بڑا ثواب اور فضیلت ہے۔ اس کے ساتھ آثار کے متبعین، اخبار کے رواۃ اور حاملین سنت کامیاب ہوئے۔

اہل علم اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ کاتب جب بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نام نامی لکھے تو پورا درود پاک لکھے۔ صرف اشار کر دینا کافی نہیں ہے۔ جیسے مختصر کر کے ''صلی اللہ علیہ وسلم'' جگہ ''صلعم'' لکھ دینا۔

القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع۔ ۲۴۸،۲۴۷

حضور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ لَّمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَۃُ یَسْتَغْفِرُوْنَ لَہٗ مَادَامَ اسْمِیْ فِیْ ذٰلِکَ الْکِتَابِ۔ القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع۔ ۲۴۸، ۲۴۷

جس نے کتاب میں مجھ پر درود پاک لکھا جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا فرشتے اس کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔

اس حدیث مبارکہ کو الطبرانی نے ''الاوسط'' میں ذکر کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً۔

ترمذی شریف، ج: ۱، ص: ۳۵۴، رقم: ۴۸۴

ترجمہ: قیامت کے دن لوگوں میں سے مجھ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں جو مجھ پر زیادہ درود پاک پڑھتے ہیں۔

وضاحت: شیخ ملا علیہ قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ کی تعظیم بہت زیادہ ہے۔ اور تعظیم مقتضی ہے آپ کی پیروی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی محبت کی دلیل ہے جس پر پروردگار عالم کی محبت مرتب ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں فرمایا:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت بھی فرمائے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی معاف فرما دے گا۔

اسی وجہ سے بکثرت درود شریف پڑھنے والا قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہوگا۔

اسی حدیث کے ضمن میں علامہ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس صحیح حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ قیامت کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے سب سے زیادہ محدثین کرام ہوں گے۔ کیوں کہ اس امت میں ان سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے والی اور کوئی جماعت نہیں۔ بعض حضرات نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ محدثین قولاً اور فعلاً دونوں طرح درود پڑھتے ہیں اس لیے انہیں یہ اعزاز حاصل ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف، ج:۳، ص:۹، کتاب الصلوۃ۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَوْ لَمْ يَكُنْ لِصَاحِبِ الْحَدِيْثِ فَائِدَةٌ إِلَّا الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَإِنَّهُ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَادَامَ فِيْ ذٰلِكَ الْكِتَابِ "صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

اگر اصحابِ حدیث کو کوئی بھی فائدہ نہ ہو تو نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام پر درود پاک بھیجنے کا فائدہ تو ہے جب تک اس کتاب میں درود شریف لکھا رہے گا اس پر درود پاک پڑھا جاتا رہے گا۔ القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع۔ ۲۴۸، ۲۴۷

علامہ امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ابن بشکوال رحمہ اللہ نے محمد بن فرح الفقیہ سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھتے تھے:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا وَّاَجَبْتُ عَنْهُ

وَعِنْدَاللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

تو نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ہجو کی میں نے آپ کی طرف سے جواب دیا اور عمل خیر کی جزا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اس شعر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کا اضافہ کرتے تھے ان سے کہا گیا کہ اس طرح تو شعر کا وزن نہیں بنتا انہوں نے فرمایا:

اَنَا لَا اَتْرُكُ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

''میں نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام پر درود پڑھنے کو ترک نہیں کر سکتا''۔

اس کے بعد ابن بشکوال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ يُعْجِبُنِيْ مَا كَانَ يَفْعَلُهُ نَفَعَ اللّٰهُ بِنِيَّتِهٖ فِيْ ذٰلِكَ۔

مجھے ان کا یہ عمل بہت پسند آیا اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیت پر جزا خیر عطا فرمائے گا اور ان پر درود وسلام بھیجتا رہے گا۔ القول البدیع، ص: ۳۱

سلسلہ شریفہ میں درود شریف کا اہتمام

حضور قبلہ عالم خواجہ محمد سلطانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں درود شریف بھیجنے کا بہت اہتمام فرماتے خود کثرت سے درود پاک پڑھتے اور احبابِ طریقت کو کثرت سے درود پاک پڑھنے کی تلقین فرماتے۔ اکثر آپ درج ذیل درود شریف کا صیغہ معمول بنانے کی تلقین فرماتے:

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

ہر شخص کو اس کی استعداد کے مطابق تعداد میں پڑھنے کی تعلیم دیتے۔ ہر نماز کے بعد یہ درود شریف پڑھنے کے لیے ارشاد فرماتے اور عموماً عشاء کی نماز کے بعد سونے سے قبل گیارہ سو مرتبہ پڑھنے کے لیے فرماتے۔

آفتابِ مشائخ، ج:۱، ص:۲۹۷

ہر سال ۱۲ ربیع الاول شریف عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روز آپ بڑے اہتمام سے احباب طریقت کو جمع فرما کر سوا لاکھ درود پاک پڑھنے کا اہتمام فرماتے، اہتمام کے ساتھ اچھا کھانا تیار فرماتے اور احباب میں تقسیم ہوتا۔

آفتاب مشائخ، ۲۹۹

حضور خواجہ عالم خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کے فرضوں کی دُعا کے بعد اُٹھتے ہوئے قدرے جہری آواز میں یہ درود شریف پڑھتے:

"صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ" مشاغل زبدۃ الزھاد۔

حضرت خواجہء عالم قدس سرہ کا

نظریہء بیعت

تحریر و پیش کش

علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کی ملک ہے، تمام انسان بھی اسی کی مخلوق اور اسی کی ملک ہیں۔ ہمارا جسم، ہماری جان، ہمارا مال و دولت سب کچھ اسی کا ہے۔ ہم بنی نوع انسان کو اس پاک ذات نے دیگر مخلوق سے امتیاز بخشا کہ اپنا خلیفہ بنا کر دیگر مخلوق پر تصرف اور حکمرانی عطا کی بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کو انسان کی حکم رانی کے لیے اور انسان کو اُس نے اپنی بندگی اور معرفت کے لیے پیدا فرمایا۔

کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیا کے واسطے
یہ جہاں تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

لیکن انسان جب شعور کی آنکھ کھولتا ہے تو دُنیا کا عارضی اور ناپائیدار حسن اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ دُنیا کا مُلمع شدہ حسن، نفس اور شیطان کی نیرنگیاں اس کے دل و دماغ اور ضمیر کو اندھا بنا دیتے ہیں۔ اس سے حق شناسی اور حقیقت بینی کی

صلاحیت چھین لیتے ہیں۔ وہ خُدا کی ملک کو اپنی چیز سمجھنے لگتا ہے۔ اپنے نفس کی خواہشات کی بدولت اس میں بے جا تصرف کا ارتکاب کرنے لگتا ہے اس حقیقت کو فراموش کر دیتا ہے کہ وہ خود اور کائنات کی ہر چیز بادشاہ حقیقی کی ملک ہے۔ اسے صرف جائز تصرف کا اختیار ہے۔ اس طرح وہ مالکِ ارض وسما کی ملک میں مقید ہونے کے باوجود اس کے خلاف علمِ بغاوت کو بلند کر دیتا ہے اس کے نتیجے میں وہ احسن تقویم کے منصبِ جلیلہ سے معزول ہو کر ثم رددنانہ اسفل سافلین کی اتھاہ پستیوں میں گر جاتا ہے۔ لیکن اگر خُدائے رحمن ورحیم کا فضل اس کی دستگیری کرے اور وہ اپنی بغاوت اور سرکشی سے نادم ہو کر اپنے خیال اور اعمال کی اصلاح کرے اور اپنی ذات سمیت تمام اشیاء کو خدا تعالیٰ کی ملکیت یقین کرے اور ایک فرمان بردار بندے کی طرح حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے اس کے حضور سرِ تسلیم خم کرے، دل ودماغ کے قویٰ اس انقلاب کی جملہ شرائط کی تکمیل کرنے پر کمر بستہ ہو جائیں تو اس رجوع الی اللہ کو بیعت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ہمارے روز مرّہ کے معاملات میں جب کسی کو کوئی چیز پیش کر کے اس کے عوض دوسری حاصل کی جاتی ہے اس لین دین کو ہم بیع کہتے ہیں۔ بندہ جب اپنے باطل خیال سے تائب ہو کر اپنے اعضاء وجوارح کو اپنی خوشی، رضا اور رغبت سے اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتا ہے اور اس کی اطاعت اور بندگی پر کمر بستہ ہو جاتا ہے اس کے عوض اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کر لیتا ہے اس لین دین کو اللہ تعالیٰ بھی خرید وفروخت کے نام سے موسوم فرماتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے جنت کے عوض مومنین کی جانیں اور مال خرید لیے ہیں۔

یاد رہے کہ بیع کی تکمیل کے لیے خریدار کا اپنے لیے دل میں یہ ارادہ کر لینا کہ فلاں شخص سے فلاں چیز خریدوں گا اور اسے اتنی قیمت ادا کروں گا اور بیچنے والے کے لیے یہ نیت کر لینا کہ فلاں آدمی کو فلاں چیز اتنی مالیت کے عوض فروخت کروں گا کافی نہیں جب تک ان خیالات کا اظہار عمل سے نہ ہو بیع مکمل نہیں ہوتی۔ مکان، دُکان، زمین کی خرید وفروخت کے لیے بڑی طویل کاروائیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کائنات میں عظیم ترین ہستی ہے اور ایک انسان کے لیے جان ومال ایک بے بہا چیز ہے کائنات کی عظیم ترین ہستی کے ساتھ جان ومال کا سودا کرنا بچوں کا کھیل نہیں یہ نہایت ہی مہتمم بالشان معاملہ ہے۔ اس کے لیے انتہا درجہ کی سنجیدگی، اعلیٰ درجے کے اہتمام اور نہایت پختہ عزم کو روبعمل لانے کی ضرورت سے کوئی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا۔ حق تعالیٰ کے ساتھ یہ بیع اس کے کسی برگزیدہ شیخِ طریقت کی وساطت سے عمل میں آتی ہے جو اس نازک ترین اور سنجیدہ ترین معاملہ میں وسیلہ بننے کا مجاز ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید میں ''وابتغوا الیہ الوسیلۃ'' سے مراد وہی شیخِ کامل کی ہستی ہے۔

یہ بیعت جب شیخِ طریقت کے ہاتھ پر پورے آداب وشرائط کے ساتھ ہو جائے تو سلسلہ بسلسلہ حضور نبی کریم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتی ہے

اور ذاتِ باری تعالیٰ پر منتہی ہوتی ہے۔ اگر بیعت کرنے والا اس عہد پر تادمِ آخر قائم رہے تو بارگاہِ ایزدی سے بڑے اجر اور ثواب پاتا ہے۔ دنیوی اور اُخروی فلاح اس کے حصے میں آجاتی ہے۔

طالبِ حق کے لیے لازم ہے کہ کسی کامل و مکمل شیخِ طریقت کی تلاش کرے اور جب اس تک رسائی حاصل ہو جائے تو اس کی ہدایت و رہنمائی میں اپنی زندگی گزارے۔ شیخِ کامل تک رسائی کے بعد طالبِ حق کی زندگی میں ایک انقلاب آجاتا ہے یہ انقلاب اس کی شکل و صورت میں نہیں بلکہ دل کی دُنیا میں بپا ہوتا ہے۔ طالبِ حق کو اپنی کوتاہیوں، لغزشوں کو جاننے کی بصیرت نصیب ہوتی ہے اور کوتاہیوں کو دور کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ بداعمالیوں سے طبیعت نفور ہوتی ہے اور نیک اعمال اپنانے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت خواجہء عالم قدس سرہ کا ارشاد مبارک ہے:

''بزرگانِ حق کی ضرورت اور تلاشِ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے ہوتی ہے۔ بندہ کو ان سے دین کی رہنمائی ملتی ہے۔ وہ اپنی سمت درست کر سکتا ہے۔ اصل کام تو حصولِ رضائے الٰہی کے لیے جدوجہد کرنا ہے۔ بزرگانِ حق تو جدوجہد کے اصول اور مبادیات بتاتے ہیں محنت آپ نے اور رہنمائی بزرگ نے کرنی ہے۔ ان کی توجہ اور فرمودات اس محنت میں بڑے نتیجہ خیز ہوتے ہیں''۔

محترم سامعین! کسی شیخِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ صرف بیعت ہی جنت میں لے جانے کا سرٹیفکیٹ ہے اور صرف یہی

آخرت کی فلاح وکامرانی کا ضامن ہے۔ پیر مرید کے لیے ڈھال بن جاتا ہے، بیعت کر لینے کے بعد آدمی جو چاہے کرے پیر اسے بخشوا کر جنت میں لے جائے گا۔

حضرت خواجہء عالم رحمۃ اللہ علیہ بڑے واضح اور پُرزور انداز میں اس نظریے کی تردید فرمایا کرتے تھے آپ فرماتے:

"کسی سلسلہء طریقت میں صرف داخل ہونا جنتی ہونے کی ضمانت نہیں۔ بلکہ شیخ سے بیعت ہونا درحقیقت پیر اور مرید کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے طالب شیخ کے ہاتھ پر بیعت ہو کر یہ عہد کرتا ہے کہ میں آئندہ زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں میں بسر کروں گا۔ شریعتِ مطہرہ پر عمل کروں گا، گناہوں سے اپنے دامن کو بچاؤں گا۔ اس سلسلہ میں شیخ کی ہدایات سے رہنمائی حاصل کرتا رہوں گا، بیعت کا مقصد صرف یہی ہے"۔

نیز فرمایا کرتے:

"بزرگ رہنمائی کے لیے ہوتے ہیں کام عمل سے ہوتا اور عمل خود مرید نے کرنا ہوتا ہے"۔

کسی عقیدت مند نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت ہونے کی گزارش کی آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

"بیعت اتنی ضروری نہیں جتنا نیک عمل ضروری ہے۔ آپ نیک عمل کرتے جائیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں میں مصروف رہیں۔ جن امور کا اس نے

کرنے کا حکم دیا ہے وہ کریں اور جن امور سے منع کیا ہے ان سے رُکیں۔ اگر بیعت کی خواہش ہے تو اپنے گردونواح میں کسی بزرگ سے بیعت کرلیں۔ اس طرح آپ کو مرشد کی صحبت میں دقت نہ ہوگی۔ اگر یہاں ہی بیعت ہونے کے خواہش مند ہیں تو مناسب وقت پر ہوجائے گی"۔

کسی اور عقیدت مند کو نصیحت کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا:

"زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی یاد ہے توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہنی چاہیے۔ مشائخِ کرام اس مقصد کی یاد دہانی کا ایک ذریعہ ہیں۔ بزرگوں کے عقیدے پر قائم رہیں۔ شریعت کے اوامر پر عمل کریں، منہیات سے بچیں۔ اگر کبھی سہولت میسر آئے تو حاضری دیں ورنہ حاضری کے لیے تکلفات میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ سابقہ ملاقات کا تصور کرلیا کریں اور اسباق کا خیال رکھیں رہنمائی کے لیے کافی ہیں۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ وقت ہاتھ سے نکل رہا ہے"۔

حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف رسمی بیعت جس کے نتیجہ میں طالبِ حق کے دل میں رجوع الی اللہ کا جذبہ، برائیوں سے نفرت، نیکیوں کی طرف رغبت، دُنیا سے نفرت، آخرت کی بھلائی کا داعیہ پیدا نہ ہو، کارِ بے کار ہے۔ ایسی بیعت مرید اور مرشد ہر دو کے لیے خسارے کا سودا اور ہر دو کے لیے خود فریبی کا سامان ہے۔ مرید یہ سمجھنے لگتا ہے کہ دُنیا و آخرت میں مجھے اولیائے کرام کی روحانی مدد حاصل ہوگئی۔ میں ان کی تائید کے حِصار کی پناہ میں آگیا ہوں اور پیر

اس وجہ سے مطمئن کہ میرے حلقہء ارادت میں وسعت آ گئی ہے میری آمدنی کے ذرائع میں ایک اور ذریعہ شامل ہو گیا۔ ایسے نالائق لوگوں نے جا بجا طریقت کے نام پر دُکانیں کھول رکھی ہیں۔ ان لوگوں نے مختلف روپ دھار رکھے ہیں۔ ایسے حالات میں صحیح شیخِ طریقت کی تلاش اور اس تک رسائی ایک مشکل کام ہے۔ اس مشکل کے حل کے لیے آپ بعض طالبان کو کثرت سے درود شریف پڑھنے کا ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے ایک عقیدت مند کو ارشاد فرمایا:

''جس کا بظاہر راہنما نہ ہو درود شریف اس کا رہنما ہے۔ آپ کثرت سے درود شریف پڑھیں خود گرہیں کھلتی جائیں گی۔ اور ضروری راہنمائی ان شاء اللہ ہوتی جائے گی''۔

ایک دوسرے شخص کو یوں نصیحت فرمائی:

''مشائخِ کرام کا فرمودہ ہے اگر کسی طالب کو مرشد میسر نہ آ رہا ہو تو درود شریف کی کثرت رکھے۔ یہ عمل اس کی تلافی کر دے گا''۔

بعض عقیدت مندوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخِ کامل کی بارگاہ میں رسائی حاصل ہونے تک بیعت کے متبادل شریعتِ مطہرہ پر صدقِ دل کے ساتھ عمل پیرا ہونے کا عمل تجویز فرمایا کرتے۔ چناں چہ ایک شخص کو یوں نصیحت فرمائی:

''آپ نے بیعت کا اشتیاق ظاہر کیا۔ بیعت قربِ الٰہی کے حصول کا ایک ذریعہ ہے اور یہ قرب احکامِ شریعت کی پابندی سے حاصل ہوتا ہے۔ آپ نماز کی

پابندی کریں، رزق حلال کی کوشش کریں، حقوق العباد کا خیال رکھیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے عمل کریں۔ یہی بیعت کا متبادل ہے۔ مناسب وقت پر آپ کی خواہش کا خیال بھی رکھا جائے گا۔ فی الحال طبیعت کو دین کی طرف راغب رکھیں"۔

حضرات سامعین کرام! طریقت میں شیخ کا کام طالبانِ حق کو تعلیم و تربیت اور فیضانِ باطنی سے آراستہ کرنا، اپنے روحانی تصرف سے انہیں وصول الی اللہ کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ وہ نبی کریم رؤوف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہوتا ہے اسے عالمِ ملک وملکوت میں حق تعالیٰ کی طرف سے تصرف کا اختیار عطا ہوتا ہے۔ اسی اختیار کی بدولت وہ صاحبِ کرامت ہوتا ہے اس کی کرامات دو طرح کی ہوتی ہیں۔

۱:۔ معنوی کرامات: جن کے باعث وہ ہر آن اللہ تعالیٰ کی بے شمار روحانی عنایات کا مرکز ہوتا ہے۔ تجلیات الٰہیہ کا اس پر ورود ہوتا ہے، قربِ حق میں نئی نئی ترقیات اسے نصیب ہوتی رہتی ہیں۔ ان کرامات کا تعلق بارگاہ خداوندی سے ہوتا ہے۔ وہ شیخ اور اللہ تعالیٰ کے مابین اسرار ہوتے ہیں عام لوگوں کو ان کرامات تک رسائی نہیں ہوتی۔

۲:۔ حسی کرامات: ان کا ایک گونہ تعلق مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان میں سے بعض شیخ کے مریدین، متوسلین اور عقیدت مندوں سے تعلق رکھتی ہیں ان کرامات کے طفیل شیخ کے متوسلین و مریدین کے قلوب، طبائع، اخلاق اور کردار کی اصلاح ہوتی رہتی ہے۔ ان کا اظہار عموماً فوری طور پر نہیں ہوتا۔ آہستہ آہستہ

ہوتا ہے ان کرامات کا براہ راست فائدہ صرف شیخ کے متوسلین کو پہنچتا ہے۔

حسی کرامات کی دوسری قسم کا تعلق مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے جیسے پیدائشی اندھے کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک کا سفر یک دم طے کرنا، مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ۔ عام لوگ ایسے امور ہی کو کرامت شمار کرتے ہیں۔ اس قسم کی کرامات کا اظہار ولایت کے لیے نہ شرط ہے نہ لازمی جزو۔ لیکن عوام الناس یہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص اس قسم کی کرامات دکھائے وہی ولی ہے۔ موجودہ دور میں لوگوں کو اہل اللہ سے دور رکھنے میں ایسے ظاہر بین جاہل لوگوں کا بڑا ہاتھ ہے جنہوں نے ایسے غلط اور باطل نظریات کا چرچا کر رکھا ہے کہ ولی صرف وہ ہوگا جو دن رات کرامات دکھاتا ہو جو اس کے پاس جائے وہ اس کے دل کے خیالات بیان کرنے لگے۔ مستقبل کے حالات اور غیبی باتیں بتائے۔ ہوا میں مصلا بچھا کر نمازیں پڑھتا ہو۔ اس کے خلاف اکابر صوفیۂ عظام کا ارشاد ہے:

الاستقامة فوق الكرامة۔

ترجمہ: یعنی دین پر استقامت کا درجہ کرامت دکھانے سے بلند تر ہے۔

ان کے نزدیک کسی ولی کی اصل اور اعلیٰ درجے کی کرامت یہ ہے کہ اس کی مجلس میں حاضر ہونے کے نتیجہ میں طالب کا دل نیکی کی جانب راغب ہو، بُرے اخلاق سے طبیعت متنفر ہو، اخلاق صالحہ اپنانے کا داعیہ پیدا ہو۔ حضرت خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی عقیدت مند نے اپنے اندر ایسی تبدیلی محسوس کرنے کا اظہار کیا تو آپ نے حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"نظریات کی تبدیلی بڑی حوصلہ افزا ہے۔ جب کسی مومن کی سوچ کا

دھارا بدلنے لگے اس کی پسند و ناپسند کا معیار تبدیل ہونے لگے، طبیعت کا رُخ رذائل سے فضائل کی طرف بڑھنے لگے یہ سعادت ابدی کی ابتداء ہے۔ اب کام بن رہا ہے۔ لہٰذا مزید مستعدی سے کام لینا چاہیے اور عمل کو بتدریج آگے بڑھانا چاہیے تا کہ تزکیہ کا عمل پورا ہو جائے اور دل کی مملکت خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے وقف ہو جائے اس عمل کو انجام تک پہنچانے کے لیے مرشد کی اشد ضرورت ہوتی ہے مرشد باطن کی صحت کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا ظاہری صحت کے لیے ڈاکٹر۔ آپ کامل کی تلاش جاری رکھیں کوئی زمانہ کاملین سے خالی نہیں ہوتا"۔

کسی شیخ کے حلقہء ارادت میں داخل ہونے کے بعد مرید کے لیے لازم ہے کہ شیخ سے کمال درجہ کی عقیدت رکھے۔ یہ یقین رکھے کہ میرا شیخ اولیائے زمانہ میں میرے لیے سب سے بہتر ہے۔ اگر شیخ سے عقیدت میں کمزوری آئی تو روحانیت سے اسے کچھ حصہ نہ ملے گا۔ صدق ارادت سے شیخ کا دامن تھام رکھے توفیض ضرور عطا ہوگا۔

مرید اپنے زمانے کے تمام سلاسل کے مشائخ کرام سے نیک گمان رکھے لیکن قرب خداوندی کے حصول کے لیے اپنے شیخ ہی کے دامن سے وابستہ رہے۔ تمام معاملات میں اُس پر اعتماد رکھے اور وقت کے ضائع ہونے سے بچے۔ حضرت خواجہء عالم رحمۃ اللہ علیہ تمام عقیدت مندوں کو یہی درس دیا کرتے۔ اگر کسی اور سلسلہ عالیہ سے تعلق رکھنے والا طالب آپ کی طرف رجوع

کرتا تو آپ یہی تلقین فرماتے کہ: اپنے شیخ سے رابطہ رکھیں اور اس کی تعلیمات اور تفویض کیے گئے معمولات پر کاربند رہیں، پریشان نظری سے بچیں۔

ایک شخص جو کسی دوسرے آستانہ سے وابستہ تھا اس نے آپ کی جانب رجوع کیا تو آپ نے اسے یوں نصیحت فرمائی:

''(ہمارے بارے میں) جو باتیں آپ تک لوگوں نے پہنچائی ہیں ضروری نہیں کہ سب درست ہوں۔ مبالغہ سے کام لیا جاتا ہے۔ آپ جس آستانے سے وابستہ ہیں اُدھر ہی متوجہ رہیں یہی طریقت کا تقاضا ہے''۔

ایسے ہی ایک اور شخص کو فرمایا:

''اصل چیز اعتماد اور یقین ہے جب یہ متزلزل ہو جائے تو مطلوبہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے، مختلف بزرگوں کے پاس جانے اور ان کو آزمائش میں ڈالنے کی بجائے کسی ایک بزرگ کا آپ انتخاب کر لیتے اور ان کی ہدایت اور تعلیم پر عمل کر لیتے شاید بہتر ہوتا۔ بزرگ رجوع الی اللہ کی تعلیم ہی دیتے ہیں۔ اپنی اپنی سمجھ کے مطابق طریقہ اور ڈھنگ بتاتے ہیں''۔

ایک اور ایسے شخص کو فرمایا:

''اپنے مُرشد سے رابطہ رکھیں جو اسباق اور لائحہ عمل انہوں نے تجویز کیے ہیں ان پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ طریقت میں عزیمت کو بڑا دخل ہے۔ مرشد کی ہر بات کو حکم جانیں۔ ظاہر کو شریعت سے آراستہ کریں اور باطن کی صفائی میں مصروف رہیں تاکہ ظاہر و باطن ایک ہو جائے''۔

اسی طرح کے ایک اور طالب کو فرمایا:

بیعت سے مراد نیکی کے کام کرنے اور ان کی طرف توجہ رکھنا ہے۔ آپ کی پہلی بیعت ہی کافی ہے اور جو اوراد و وظائف اُنہوں نے دیئے ہیں وہی کافی ہیں۔ ان پر پابندی کریں۔ اپنے پیر سے رابطہ رکھیں۔ ایک ہی دروازہ پر منحصر رہنا چاہیے۔

ایک اور آدمی کے عریضہ کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا:

''اگر آپ کا کسی بزرگ سے تعلق ہے تو ان کے فرمودات پر عمل کریں۔ انہی سے مزید رہنمائی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو موجودہ پریشانی سے نجات دے اور قرض سے چھٹکارا کی بہتر سبیل پیدا کرے، ہمارے بزرگوں کا مقولہ ہے: یک در گیر محکم گیر''۔

طریقت کے میدان میں سب سے اہم شیخ کا احترام ہے تمام اکابر اولیائے کاملین کا فیصلہ ہے ''الطریقۃ کلھا ادب'' طریقت اول تا آخر ادب ہے۔ جس طالبِ حق نے اس ادب کو ملحوظ رکھا وہی کامیاب و کامران ہوا اور جس نے اسے پسِ پشت ڈالا فلاح و بہبود سے کوسوں دور رہا۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ادب کی توفیق طلب کرتے ہیں کیوں کہ بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم رہ جاتا ہے۔

بے ادب خود را تنہا داشت بد
بلکہ آتش درہمہ آفاق زد

بے ادب صرف اپنے آپ سے برائی نہیں کرتا بلکہ اس کی بے ادبی ایک جہاں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔

طالبِ حق کے لیے لازم ہے کہ اپنے آپ کو شیخ کی بارگاہ میں مُردہ بدست زندہ سمجھے جس کی نہ اپنی کوئی خواہش ہوتی ہے نہ مرضی۔ وہ تمام خواہشات سے خالی ہوتا ہے۔ ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ روحانیت کی منازل میں ترقی کا راز ادب کے ساتھ ہمہ وقت عمل میں مُضمَر ہے اس سلسلہ میں بے صبری کا اظہار بھی بے ادبی کے زمرہ میں آتا ہے حضرت خواجہء عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ہی ایک شخص کو یوں متنبہ فرمایا:

''روحانیت کوئی چھومنتر نہیں کہ فوراً حاصل ہو جائے۔ آپ اپنے شیخ کے فرمودات پر پوری طرح عمل کریں اور ان سے رابطہ رکھیں۔ کمی کمزوری سے انہیں آگاہ کرتے رہیں۔ مزید رہنمائی حاصل کرتے رہیں''۔

جلد بازی کے مرض میں گرفتار طالب کو ارشاد فرمایا:

''انسان جلد باز ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کی ہر خواہش پوری ہو مگر ہر چیز کے لیے وقت مقرر ہے ہر کام اپنے وقت پر ہو کر رہتا ہے''۔

ایک اور آدمی کو ارشاد فرمایا:

''افسوس آپ اس وقت تک یہ نہ سمجھ سکے کہ طریقت میں خاموشی گویائی ہے۔

طریقت میں گویائی کا زیادہ مقام نہیں۔ جسے دعوائے طریقت ہو اسے ضبطِ لسان اور توجہ سے کام لینا چاہیے۔ ملاقات تو درکنار اسے وظائف کی خواہش تک نہ کرنی چاہیئے۔ اپنے سارے معاملات اپنے پیرومرشد کی صواب دید پر چھوڑ دے"۔

اسی سلسلہ میں ایک اور عقیدت مند کو نصیحت فرمائی:

"بیعت کے بعد شیخ کی رہنمائی میں زندگی گذارنے کی کوشش کریں۔ بیعت کے بعد خورائی (یعنی اپنی رائے کا اظہار اور اس پر عمل) سودمند نہیں رہتی"۔

سامعینِ کرام! طریقت، تصوف اور سلوک دینِ اسلام کی روح اور اصل ہے طریقت وتصوف کے تمام سلاسل مبارکہ کا اصل مقصود اسی روح دین، یعنی تزکیۂ نفس اور اصلاحِ باطن کا حصول تھا اسلامی تصوف نہ تو شجر ممنوعہ ہے نہ ہی دینِ اسلام سے ہٹ کر کوئی انوکھی شے۔ یہ اس دور کی پیداوار ہے جب ہمارے آقا ومولیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء میں بیٹھ کر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس تحریک نے اسے پروان چڑھایا اور یہ تناور شجر بن کر صبر، شکر، عزیمت، استقامت، اخلاص، للّٰہیت، اطاعتِ خداوندی اور اتباع نبوی کے شیریں ثمر وبرگ انسانی معاشرہ میں عام کرنے لگا۔ اس عظیم الشان درخت کی گھنی اور ٹھنڈی چھاؤں میں لاکھوں انسانوں کو سکون واطمینانِ قلب نصیب ہوا لیکن مرور زمانہ کے ساتھ جہاں مسلمانوں کے دیگر شعبہ ہائے زندگی انحطاط اور زوال کا شکار ہوئے وہیں

طریقت وتصوف کا شعبہ اس عمومی زوال کا سب سے زیادہ متاثر ہوا۔ اس بابرکت اور اہم شعبہ کے زوال کے آگے بند باندھنے کے لیے ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسی ہستیاں پیدا کیں جنہوں نے اس کی اصل صورت وسیرت کی حفاظت کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کردیں۔ انہوں نے مہیب مشکلات وحوصلہ شکن آزمائشوں کا پورے تدبر اور حوصلہ سے مقابلہ فرمایا۔ انہی بزرگانِ دین کی مساعیِ جمیلہ کی بدولت آج بعض خانقاہوں میں طریقت وتصوف کی اصل صورت دکھائی دیتی ہے۔ حضرت خواجہء عالم رحمۃ اللہ علیہ ایسی ہی اولوالعزم، نادرِ زمانہ ہستیوں میں سے ایک تھے۔ آپ کی ساری زندگی صحیح اسلامی تصوف کی اشاعت واحیاء کے لیے وقف تھی جس کا ایک نظارہ آپ سب حاضرین اپنی آنکھوں سے کررہے ہیں آیئے سب مل کر یہ دُعا مانگیں:

سدا بہار دئیں اس باغے کدی خزاں نہ آوے
ہوون فیض ہزاراں تائیں ہر پہکھا پھل کھاوے

وصلی اللہ علیہ حبیبہ محمد وآلہ وسلم

حدیثِ دلبراں

تحریر

خالد محمود بخاری ایم۔اے

شیخ طریقت قبلہ حاجی پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی کے زخم ہنوز تازہ ہیں۔ وقت کی تہہ در تہہ پنہائیاں اُنہیں ہمارے دلوں کی چادر سے محو نہیں کر سکیں۔ اُن کی جدائی کے صدمات ایک عام سنگی سے لے کر طلبہ، علماء اور اساتذہ کے علاوہ آپ کے اہل خانہ اور خصوصی طور صاحبزادگان والاشان تک ہر کوئی درجہ بدرجہ اپنے ظرف کے مطابق اب بھی محسوس کر رہا ہے، آدمی کار دنیا سے کسی طور چھٹکارا نہیں پا سکتا اور بظاہر روزمرہ کے معمولات میں اُلجھ کر ایک معمول کی زندگی گزار رہا ہوتا ہے، لیکن اس کا دل اُس یاد سے نکل ہی نہیں سکتا، یہی حال ہر سنگی کا ہے، کہ اُس صورت زیبا کو دل میں بسائے کار دنیا کے سفر پر نکلے ہوئے ہیں.....

تمہاری یاد کے جب زخم بھرنے لگتے ہیں
کسی بہانے تجھے یاد کرنے لگتے ہیں

اُن کی یادوں کے حسین گلستانوں کو تر و تازہ رکھنے کے لئے اپریل کی آمد سے ہی تیاریاں شروع کر دی جاتی ہیں، قبلہ حاجی پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی

کتابوں سے محبت اور کتابوں کی عمدہ اشاعت کے ذوق کو صاحبزادگان والا شان نے تازہ کیا ہوا ہے، خانقاہ سلطانیہ سے وقتاً فوقتاً کتابوں کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہتا ہے، اس دفعہ سالانہ ختم شریف کے موقعہ پر پیر سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ (مدفون سنگوٹ میر پور) کے منظوم پنجابی ترجمہ دلائل الخیرات کیا شاعت کا اہتمام کیا گیا، کافی عرصہ سے اس انتہائی دقیع کام کی تیاری ہو رہی تھی، کتاب انتہائی عمدہ کاغذ پر، مضبوط جلد بندی اور خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ انتہائی اہتمام سے شائع کی گئی ہے، کتاب کے معنوی حسن کے ساتھ ساتھ ظاہری خوبصورتی پر توجہ دی گئی ہے، آپ کا منظوم پنجابی ترجمہ آپ کی زبان و بیان پر بھرپور دسترس آپ کی قادر الکلامی کا ثبوت ہے۔

پنجابی زبان وادب میں یہ ایک اہم اضافہ خانقاہ سلطانیہ کے متوسلین کے توسط سے پہلی بار اہل علم کے سامنے آرہا ہے، تصوف کے میدان میں قبلہ شاہ صاحب کے مقام و مرتبہ کا تو کسی کو انکار ممکن نہیں لیکن آپ کی مشہور زمانہ پنجابی ''سی حرفی'' کے بعد دلائل الخیرات کے اس منظوم پنجابی ترجمہ سے ناقدین و اہل علم کی نظریں آپ کی طرف ضرور اُٹھ جائیں گی، پنجابی کے صوفی شعراء میں آپ کا نام کسی نگینے سے کم نہیں، دلائل الخیرات کے کسی منظوم پنجابی ترجمے کا بھی ابھی تک کوئی کھوج نہیں ملا، اور پنجابی زبان کے طلبہ اور اہل تحقیق کے لئے یہ ایک نیا میدان ہے، جس پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

۲۲ اپریل کو جمعہ کا روز تھا، گزشتہ ہفتہ سے آگاہی کے عنوان سے نوٹس بورڈ پر آویزاں تھا کہ آپ کے ختم شریف کی عمومی دُعا ۹ مئی کو ہی ہوگی، صرف طلبہ اور علماء کا پروگرام ہوگا، لیکن نماز جمعہ کے موقع پر ایک الگ سماں دیکھنے میں آیا، مسجد کے علاوہ دربار شریف سے ملحقہ وسیع علاقہ نمازیوں کے لئے کم پڑ گیا، دور ونزدیک سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نماز جمعہ میں شریک ہوئی، نماز کے اختتام پر ختمات شریف پڑھے گئے، اور مزار مبارک پر تلاوت کلام الٰہی اور مناجات خصوصی کے بعد صاحبزادہ محمد بدرالاسلام صدیقی مدظلہ العالی نے دعا فرمائی اور اس کے بعد شرکاء میں کھانا پیش کیا گیا، دور ونزدیک سے شرکاء کی اس شرکت سے اندازہ ہوتا تھا کہ کسی نے نوٹس بورڈ کی تحریر پر توجہ نہیں دی صرف دل میں بسائی ہوئی آپ کے وصال کی تاریخ کو یاد رکھا اور دیوانہ وار چل پڑے، ہر لحاظ سے یہ ایک عمومی تقریب بھی خصوصی اجتماع کا رنگ اختیار کر چکی تھی۔

عصر کی نماز کے بعد حفاظ وطلبہ کے پروگرام کے سلسلہ کی ایک کڑی قبلہ حاجی پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر قاری اجمل منصور کی نگرانی میں قراء حضرات نے تلاوت کلام پاک سے ایک سماں باندھ دیا، عصر تا اذانِ مغرب قاری شوکت، قاری محمد عمران، قاری محمد عقیل، قاری عبدالسبحان قاری محمد سعد قاری محمد طیب اور حافظ محمد سعید نے سننے والوں کے دلوں اور پوری فضاؤں کو معطر

کر دیا، کلام الٰہی دلوں میں اُترتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

نماز مغرب اور عشاء کے درمیان حاضرین کو کھانا کھلایا گیا، نماز عشاء صاحبزادہ محمد ضیاء الاسلام صاحب نے انتہائی پر کیف و پرسوز انداز میں پڑھائی۔

عشاء کے بعد شبینہ قرآن کا منفرد پروگرام شروع ہوا، انتیس مختلف مقامات پر بیک وقت حفاظ کرام نے ایک ایک پارہ کی باجماعت قرات کا آغاز کیا، پوری خانقاہ سلطانیہ، مدرسہ، مسجد اور مزارات کے احاطہ میں ہر طرف تلاوت قرآن کریم جاری تھی، ہر حافظ کی اقتداء کے لئے دو دو، تین تین، حفاظ کھڑے تھے، پوری فضاء قال اللہ تعالیٰ کی پر کیف صداؤں سے مسحور ہو چکی تھی، رات کی پنہائیوں میں اوس کے قطرے رحمت کی بارش بن کر برستے محسوس ہو رہے تھے، حفاظ نے اپنے پارے ختم کئے تو اختتامی قرات کے لئے تمام شرکاء صاحبزادہ محمد ضیاء الاسلام صاحب کی اقتداء میں صفیں باندھ چکے تھے، آپ حسبِ روایت اپنی خوبصورت آواز میں قرآن پاک کا تیسواں پارہ احسن انداز سے پڑھنے کا حق ادا کر دیا، آخر میں شرکاء کی تواضع پر لطف حلوہ اور چائے سے کی گئی۔

اگلے روز قبلہ حاجی پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتہائی پسندیدہ عمل یعنی ختم حدیث شریف کی محفل سجائی گئی، آج بخاری شریف اور صحیح ابن حبان کے ختم شریف کا پروگرام تھا، کل اگر قال اللہ تعالیٰ کی صداؤں سے در و دیوار گونج رہے

تھے تو آج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکرار سے فضائیں آشنا ہو رہی تھیں، سوا چھ بجے کے قریب ''حوزۂ درود شریف'' میں علماءِ کرام نے دو مختلف حلقوں میں حدیث شریف کے متن کی تلاوت کا آغاز کیا۔

گزشتہ دو سالوں سے ہونے والے ان ختماتِ حدیث نے علماءِ کرام کے حلقوں میں بھی خاصی پذیرائی حاصل کی ہے، علماءِ کرام خود بھی اس پروگرام کے مشتاق دیکھے گئے اس منفرد اور روایت سے ہٹ کر ہونے والے پروگرام کو علماء کرام اور علمی حلقوں میں تحسین کی نظروں سے دیکھا گیا، میزبانوں کی کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ دور کے مہمانوں کو زحمت نہ دی جائے، انہیں سفر کی صعوبتوں سے بچایا جائے لیکن پھر بھی دور و نزدیک سے علماء کی ایک تعداد نے شرکت کی، کوٹلی تتہ پانی، میر پور بھمبر، بنجوسہ آزاد کشمیر، خالق آباد میر پور اوکاڑہ، ملتان جہلم شہر و گرد و نواح، دینہ سرائے عالمگیر، کھاریاں اور منڈی بہاؤالدین سے علمائے کرام تشریف لائے، مولانا کریم بخش صاحب پیرانہ سالی کے باوجود موجود ہیں، مولانا عبدالعزیز کوٹلی کے بزرگ استاد ہیں وہ باہر کرسی پر متن کی تلاوت کر رہے تھے، قاری بشیر احمد انگلینڈ سے تشریف لائے ہیں وہ بھی نفس نفیس شریک ہیں، نوجوان علماءِ کرام کی ایک بڑی تعداد موجود تھی اور بڑی محبت و گرم جوشی سے تکمیل تکمیل میں کوشاں تھے، وہ اصحاب جو اپنی کتاب ختم کر چکے تھے وہ دوسروں کے ساتھ معاونت کر رہے تھے، ساڑھے پانچ گھنٹے کے تھکا دینے والے وقت میں

تکمیل کے مراحل طے ہوئے، لیکن تھکا دینے والا کہاں منتظمین نے بھی شرکاء کی تواضع میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی، ایک بھرپور ناشتہ کے بعد دورانِ پروگرام منہ کی مہک کو تر و تازہ رکھنے کے لئے جہاں سونف والا لچی اور مصری کی ڈلیوں سے تواضع کی جارہی تھی تو دوسری طرف حلق کو تر و تازہ رکھنے کے لئے پستہ بادام اور دوسرے لوازمات سے آمیزہ ٹھنڈا ٹھنڈا و شریں دودھ بھی پیالوں میں گردش میں تھا، حسبِ ضرورت و خواہش قراءِ حدیث کی خدمت میں پیش کیا جارہا تھا۔

دورانِ محفل صاحبزادہ احمد سراج صاحب شرکاء حدیث کی خدمت میں زم زم اور عجوہ کھجور کے تحفے اپنے ننھے ہاتھوں سے بہ نفس نفیس پیش کر رہے تھے، جس سے اس خانوادہ کے افراد کی طرف سے علماء کی خدمت کی جھلک عیاں ہوتی تھی، یہ نصیب اللہ اکبر.....

دعائیہ تقریب کا آغاز بارہ بجے کے قریب ہوا، تلاوتِ کلام پاک بعد قصیدہ بردہ شریف اور کچھ دوسرے نعتیہ قصائد پیش کئے گئے تھے، نعتیہ قصائد سے محفل پر ایک کیف کی صورت پیدا ہو چکی تھی، صاحبزادگان والاشان عام شرکاء کے ساتھ محفل میں موجود تھے، ایک نوارانی ابر چھایا ہوا تھا جو دلوں پر برس رہا تھا، استاذ العلماء مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی ناسازی طبع اور پیرانہ سالی کے باوجود تشریف لائے اُنہوں نے اختتامی دعا فرمائی، علماء کرام کی خدمت میں خصوصی طعام اور شریں حلوہ پیش کیا گیا، تمام شرکاء پروگرام کو بھی کھانا پیش کیا

گیا، علماء کرام اور شرکاء حدیث کو خصوصی تحائف اور کتابوں کے ساتھ تحفے پیش کئے گئے اور یوں کسی شیخ کے یومِ وصال پر ہونے والے ایک منفرد تقریب کا اختتام میں اس دُعا کے ساتھ کر رہا ہوں!

دور میں ساغر رہے گردش میں پیمانہ رہے
مے کشوں کے سر پر یارب پیر مے خانہ رہے

الایمان
محبۃ اللہ
اخلاص
عمل
خانقاہ سلطانیہ
گلشن عظیم جہلم پاکستان